

اپنے خاندان کا صفایا کیا ہے اور یہ سارا جھگڑا اور فساد اسے پسند کی شادی کی اجازت نہ ملنے پر ہوا ہے۔ کیونکہ ولی عہد بھارتی نژاد دیویانی راتنامی دوشیزہ سے عشق کے مرض میں مبتلا تھے اور ولی عہد کو شادی کی اجازت نہ دینے کی ایک وجہ وہی بادشاہوں کی لٹانیت، غرور و نخوت، ضد اور عوام کو اپنے سے کم تر بلکہ حقیر سمجھنا ہے، اسی باعث ماضی میں اندر کلی کنیز کو مغل بادشاہ نے دیوار میں چنویا اور برطانوی شاہی خاندان نے اپنی بہو لیڈی ڈیانا کو ایک مصری مسلمان سے شادی کرنے سے روکنے کے لئے گاڑی کے ایکسیڈنٹ میں مروایا۔ اسی لئے انہی روایات کے پیش نظر نیپالی بادشاہ نے ولی عہد کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔

کہتے ہیں کہ عشق کا جذبہ جتنا دھیمہ ہوتا ہے ناموافق حالات اور مشکلات کی مسلسل آنچ سے یہ کبھی کبھار آتش فشاں پہاڑ کی مانند پھٹ بھی سکتا ہے۔ اور بالآخر اپنے ساتھ ہر شے کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور صہدرا نے بھی یہی کیا۔ عشق آں شعلہ ست کہ چوں بر فروخت ہر کہ جز معشوق باشد جملہ سوخت پرانے واقعات میں ”عشاق کی بیداری“ وغیرہ کا جو ذکر ملتا ہے کہ وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے مرنے اور مارنے پر بھی تیار نظر آتے تھے اس کی ایک نظیر موجودہ زمانے میں ایک ریاست کے ولی عہد اور برطانیہ کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے کے گریجویٹ عاشق نے بھی کر دکھائی۔ شاید غالب مرحوم نے ایسے ہی انتہا پسند ناشقوں کیلئے کہا تھا کہ ع کہتے ہیں جسے عشق خلل ہے دماغ کا۔ ولی عہد نے اپنے والدین اور خاندان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے ساتھ بادشاہت کا تاج جو اس سے کچھ فاصلے پر تھا اسے بھی برطانوی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی طرح عشق کی قربان گاہ پر چڑھا دیا۔ اور آخر میں فرہاد کی طرح تیشے سے اپنا سر بھی پھوڑ دیا۔

ترک مال و ترک جان و ترک سر در طریق عشق اول منزل است

اور دنیا و مافیہا کی تمام پونجی صرف ایک خواہش کیلئے لٹا دی اب اسے دیوانگی، جہالت اور درندگی کہیے یا وارفتگی، جانفروشی اور وفا شعاری کی انوکھی مثال۔ بہر حال عجائبات و حوادثات سے مرکب اس دنیا کا یہ بھی ایک عجیب و غریب دلخراش واقعہ ہے۔ اور اس سے سبق لینا چاہیے۔ الغرض بادشاہ واقعی مطلق العنان ہوتے ہیں اور جوجی میں آیا کر گزرنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کرتے، موجودہ بادشاہ بھی بہر حال آمر تھا اور اس کے آباء و اجداد نے بھی ضرور مظالم ڈھائے ہوں گے کیونکہ بادشاہت کا قصر خون ناحق اور انسانوں کی لاشوں پر ہی کھڑے کئے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ قدرت نے ان سے انتقام لیا ہو اور شاید اسلئے ایک ہی وار میں شاہی خاندان کا صفایا ہو گیا اور ان کا اپنا ہی فرزند ان کیلئے باعث وبال ہوا۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اسکی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

ان فی ذلک لآیۃ لمن کان لا یوقن الا بالحق والاسمیع وهو شہید

ابوابِ الطہرۃ سے کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ اس جملہ کے اندر جتنے اہم مباحث ہیں انکا تعلق تشریعیات سے ہے۔ عبادات اور تفسیر ایسی چیزیں ہیں کہ خود نفس ان کی تشریح نہیں کر سکتی۔ اور شریعت ہی ان امور میں ہماری رہنمائی کرنے کی نہیں شریعت کا اتباع جامع نظام ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کوئی تفریق روا نہیں رکھتی تشریحی اور فہرشی تمام امور کا استقصاء و احاطہ کرتی ہے۔ اور سب میں رہنمائی ضروری سمجھتی ہے۔

فطرت :

کھانا پینا فطری امور میں سے ہے فطری امر وہ ہوتا ہے جس میں کسی سے تعلیم، تعلم کی ضرورت نہ ہو۔ انسان پیدا انٹشی طور پر کھانے پینے کا محتاج ہے کوئی نبی یا فلسفی کسی کو اس کی تعلیم دے یا نہ دے ہر حیوان کو جب اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس کی فطرت میں ڈال دیتا ہے کہ تیری بقاء کے لئے کھانا پینے کی ضرورت ہے کسی کالج اور حیہ یونیورسٹی میں کوئی حیوان اس کے بارے میں تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ چھ پیدا ہوتے ہی مال کا دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو کس نے سمجھایا اللہ نے اس کی فطرت میں یہ بات ڈال دی۔ فطرۃ اللہ فطرۃ الناس علیہا۔ فطرت اس کو کہتے ہیں جس کیلئے تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے حدیث میں ہے عشر من الفطرۃ۔ حضور ان فطری امور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ سر کے بالوں کا کٹوانا یا منڈانا بغلیں صاف کرنا ناخن کاٹنا صاف کپڑے پہننا وغیرہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ فطری امور میں داخل ہیں۔ حیوانات کو بھی آئے گی لگتی ہے تو اس کو صاف کرتے ہیں۔

تعلیم فطرت کا ایک نمونہ :

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو کیوں کر پہچانا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بند قلعہ میں ایک جاندار ششی ہے وہ قلعہ سونے اور چاندی کے خول میں ہر طرف سے ایسا بند تھا کہ اس ششی کے ساتھ باہر سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ جاندار اس قلعہ سے جو نہی نکلا تو دیگر جاندار اشیاء کی طرح حرکات و سکنات شروع کر دیں لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معنی ہے ؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ فرمایا کوئی معنی نہیں یہ انڈا ہے اس سے چھ (چوزا) نکلتا ہے انڈا کو بال کر دیکھیں تو زردی اور سفیدی دونوں جدا جدا ہوں گے سب سے اوپر انڈے کا سخت خول اس کے نیچے باریک سفید جھلی پھر سفیدی پھر زردی۔ کئی بند قلعوں (خولوں) کے اندر اللہ چھ پیدا کرتا ہے۔ چوزا نکلتے ہی دانہ چھنے لگتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں رب کو پہچان گیا کہ یہ چوزہ کہیں سے تعلیم حاصل کر کے تو نہیں آیا بلکہ یہ کسی بھی درس گاہ کے بس کی بات نہ تھی کہ اس چوزے کو دانہ چھنے کی تعلیم دیتا۔ یہ اس کی فطرت میں داخل تھا۔ خلق کل شیئی فہدی۔

قرآن مجید میں ہے اللہ جس شے کو پیدا فرماتا ہے تو موافق حیات (جن امور کو اختیار کر کے اس شے کو زندگی بسر کرنا آسان ہو جائے) کی طرف ہدایت کر دیتے ہیں کہ تیری زندگی ان امور پر موقوف ہے۔ ہر حیوان کی پیدائش کے بعد کھانے پینے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان کی مائیں ان کا بند و بست کرتی ہیں یہ سب فطری امور ہیں جن میں تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی تو امام ترمذی اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ بے شک کھانا پینا فطری امور میں سے ہے لیکن اسلام اتنا جامع مذہب ہے کہ انسان کو کسی بھی موڑ پر بے لگام نہیں چھوڑنا چاہتا۔ فطری امور میں بھی انسان کو تعلیم دینا چاہتا ہے۔ آزاد نہیں چھوڑتا۔ فطرت نہیں چھڑواتا فطرت اپنی جگہ پر ہے لیکن اس میں راہنمائی کرتا ہے اگر ان فطری امور میں اسلام ہماری راہنمائی نہ فرماتا تو مادہ پرست قوموں اور ہمارے مائیں کسی قسم کا فرق نہ ہوتا۔

اکل و شرب کے نظام کی اہمیت :

تو اگر معترض کہے کہ ابواب الاطعمۃ غیر اہم مباحث ہیں اسے ابواب التفسیر اور عبادات سے متعلق ابواب پر کیوں مقدم کیا۔ امام ترمذی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سب سے اہم بحث تو یہی ہے تمام خزانوں کی جڑ ہی اکل و شرب ہے اگر کھانے پینے کے اس نظام کو درست نہ کیا گیا تو اس کے اثرات عقائد اور عبادات پر پڑیں گے ان کی تباہی کا ذریعہ بنیں گے تمام مادہ پرست قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ ان کے ہاں اکل و شرب میں آزادی ہے کیونکہ وہ اس کو ایک آزاد فطری معاملہ سمجھتے ہیں حالانکہ مدار تمام اعمال کا اسی کھانے پینے پر تھا لہذا ان کی فطرت مسخ ہو گئی کسی مذہب نے ان کی اس سلسلہ میں راہنمائی نہیں کی۔ کیونکہ سوشلزم ہو یا کمیونٹلزم سب میں یہ مالی بحر ان اکل و شرب میں بے اعتدالیوں کی وجہ سے ہے۔ اقتصادی تباہیوں کی وجہ یہی ہے۔ حلال و حرام کی تمیز نہیں ملن اسلام ہمارے تمام امور میں، ظل اندازی کرتا ہے۔ کتنی خوراک کھائی جائے کن حدود کے تحت ہو کس طریقہ سے کھائی جائے۔ کما اور کیفا شریعت اس کی تعین کرتی ہے کوئی خوراک حلال ہے کون سی حرام دیگر مذاہب میں حلال و حرام کا فلسفہ ہے ہی نہیں لیکن قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کچھ اشیاء حلال ہیں کچھ حرام ہیں بعض مکروہ اور بعض مشتبہات کے قبیل سے ہیں۔

فلسفہ حلال و حرام :

اسلام نے انسان کو بے لگام نہیں چھوڑا کہ جبری بھی کھائے اور خنزیر بھی دودھ بھی پئے اور شراب بھی۔ نوٹوں کی طباعت ایک قسم کی ہے مگر ان کمائے ہوئے نوٹوں میں بھی کچھ حرام اور کچھ حلال ہیں۔ خرام اسلئے کہ سود کی رقم ہوگی یا چوری کی ڈاکہ وغیرہ کی بچریاں حلال ہیں ایک آدمی جبری ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہے تو جبری حلال ہے لیکن وہ لاش کا حصہ نہیں ہے لہذا حلال نہیں ہے منات یا کسی بزرگ کا

نام لیتا ہے تو ماہل بہ لغیر اللہ میں یہ حلال جانور داخل ہو جائے گا تو ایک بکری حلال ہو گئی دوسری حرام حالانکہ بظاہر دونوں بکریاں ایک جیسی ہیں ایک ہی گوشت ہے تو یہ راہنمائی شریعت ہی کرتی ہے کوئی فلسفہ اور عقل ان دونوں بکریوں میں تمیز اور فرق نہیں کر سکتا کسی بھی لیبارٹری میں ان دونوں بکریوں کے گوشت کا معائنہ کیا جائے تو دونوں کا گوشت ایک ہی طرح کا ہو گا۔ لیبارٹری سے حلال و حرام کی رپورٹ نہیں ملے گی۔

حرام خوری کا عبادات پر اثر :

یہ حلال اور حرام اس لئے ضروری ہے کہ انسان کی نشوونما میں اور ساتھ ہی جسم کی بناوٹ اور تشکیل و تحلیل میں خوراک کا بنیادی اثر ہوتا ہے۔ خوراک سے انسان کا جسم بنتا ہے اور پھر اس کے اثرات اخلاق پر مرتب ہوتے ہیں۔ وہ اخلاق پھر صحیح عبادات و اعمال تک رسائی کا ذریعہ اور وسیلہ ہوتے ہیں۔ پس اگر اس نے خرابیہ ناجائز اور حرام خوراک کھائی تو اس کا جسم بالکل ناکارہ اور خراب بن گیا کیونکہ نجس اور خراب کے ذریعے اس کی تربیت اور افزائش کی گئی اس سے اب اخلاق قبیحہ اور ذلیلہ اخلاق ظاہر ہوں گے۔ پھر جب اعمال بھی اس جسم کے ساتھ کرے گا یعنی عبادات کرے گا جیسا کہ نماز پڑھے گا روزہ رکھے گا حج اور زکوٰۃ ادا کرے گا اور جسم نجس ہو تو اعمال بھی متاثر ہوں گے۔ اور جب اعمال متاثر ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ اعمال مقبول نہ ٹھہرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے شراب پی لی تو چالیس دنوں تک اس کی صبح کی نماز قبول نہ ہوگی۔

صبح کی نماز تو بہت زیادہ اہم نماز ہے۔ پس جب وہ قبول نہ ہوگی تو باقی دیگر نمازیں بھی قبول نہ ہوں گی۔ یہاں علماء فرماتے ہیں کہ یہ خوراک گویا جسم کا حصہ لازمی ہوا۔ اس سے خون بنا گوشت بنا۔ اطباء کہتے ہیں کہ کسی بھی خوراک کے اثرات ۴۰ دنوں تک ہوتے ہیں۔ چالیس دنوں کے بعد گویا خوراک کا اثر اٹل ہو جاتا ہے۔

اسلئے حضور اکرمؐ نے اربعین صباحاً فرمایا ہے دوسری جگہ فرمایا : لا یربوا لحمًا نبت من سخت الاکانبت الدار اولی بہ او کما قال علیہ السلام . رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو گوشت حرام سے آگ گیا تو وہ آگ سے جلایا جائے گا۔ خوراک کا بہت بڑا تعلق ہے۔ اس لئے اگر خوراک کی اصلاح نہ کی گئی تو جسم نجس اور ناپاک ہوا۔ تو اب جبکہ جسم نجس اور ناپاک ہوا تو اعتقادات، علم اور اخلاق سب پر وہ اثر انداز ہوتا ہے۔

غیر مسلموں میں حلال و حرام :

دیگر مذاہب نے بھی حلال اور حرام کا فلسفہ پیش کیا تھا۔ لیکن وہ مسخ ہو گئے محرف ہو گئے جو لوگ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں تو وہ بھی کچھ نہ کچھ تمیز کر لیتے ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ آسمانی کتبوں اور حضرات انبیاء کی تعلیمات ہیں لیکن علاوہ ان کے جو قومیں مذہب نہیں مانتیں دھری ہیں، مجوسی ہیں بے شمار دیگر اقوام جو کہ مسلمانوں کے خلاف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے

توان کے ہاں حلال اور حرام کا تصور نہیں۔ عقل کے ذریعے اس بات کا امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ کہ یہ حلال اور حرام کیوں ہے۔ خنزیر کا گوشت، بھیر کا گوشت ایک جیسا نظر آتا ہے۔ اگر بڑے بڑے عقلمند اور فلسفی بیٹھیں تو یہ کہہ دیں گے کہ یہ تو بہت زیادہ مزیدار گوشت ہے اسے حرام کیوں کہیں۔ بظاہر بکری کے گوشت سے خنزیر کا گوشت زیادہ لذیذ ہے اور صاف ستھرا سفید۔ یورپ اور امریکہ میں گھومیں پھریں تمام دنیا میں جب پھریں گے تو دیکھیں گے کہ بہت سارے شیشوں میں سجا ہوا گوشت یہی ہو گا اور ایک آدمی اپنی بہن کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو یہ زنا ہے اور اگر کسی غیر عورت سے نکاح کرے گا تو یہ جائز ہے تو فرق کی یہ باتیں عقل کی وساطت سے سمجھ میں نہیں آسکتیں حالانکہ بہن کے ساتھ تو بڑی محبت ہوتی ہے پھر تو کہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہوتا اس وجہ سے یہ چینی مجوسی وغیرہ ہر چیز کھاتے ہیں اور بعض کے وہاں نکاح کے سلسلے میں بہن اور ماں وغیرہ کا فرق بھی نہیں ہے۔

بندر آج بھی دنیا میں لوگ کھارہے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں بندر بڑے میٹھے داموں ملتے ہیں اور بہت ظالمانہ اور سفاکانہ انداز میں اس کو ذبح کرتے ہیں اور اس کے دماغ کو اسی طرح کچا کھاتے ہیں اس لئے اسلام نے ہمیں بڑا واضح اور شفاف راستہ دکھایا اور حلال اور حرام اشیاء کی تشریح بیان فرمائی اگر فطرت مسخ نہ ہو تو پھر حلال اور حرام اشیاء کو انسان سمجھ سکتا ہے اور اگر فطرت مسخ ہو تو پھر حلال اور حرام اشیاء میں اشتباہ آتا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اشارہ ہے کہ الحلال بین والحرام بین وبينهما مشبهات تو گویا اگر ایک آدمی نے احتیاط کیا اور مشتبہات سے بھی اپنے آپ کو بچائے رکھا یعنی فمن اتقى الشبهات یا فمن اتقى المشبهات فقد استبرأ لدينه۔

حرام کی اقسام :

اسی طرح بعض حرام لذائذ ہیں اور بعض لغیرہ ہیں۔ دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جو حرام ہیں کہ ان کی ذات میں ایسی چیزیں ہیں جو دلالت کرتے ہیں ان کے حرام ہونے پر اور بعض ایسی حرام چیزیں ہیں جو کسی غیر کی وجہ سے حرام کی گئیں ہیں۔ اب کسی کی مرغی باہر نکل آئی اور تم نے اسے پکڑا اور ذبح کیا اور اسے کھایا تو اس میں جو حرمت ہے وہ لغیرہ ہے کیونکہ غیر کی ملکیت ہے یا حلال جانور ہے مگر رات دن ناپاکیاں کھا رہا ہے جلالت ہے تو اگرچہ یہ جانور ذائقہ ناپاک بھی تھا مگر اس کے جسم میں نجاست اتنی داخل ہوئی کہ یہ نجاست اس کے جسم کا جز بن گئیں۔ اس لئے اس میں ناپاکی اور حرمت غیر کی وجہ سے آئی ہے۔

حرام لذائذ کی مختلف وجوہات ہیں بہت ساری وجوہات کی وجہ سے بعض حیوانات میں حرمت آئی ہے جیسا کہ بعض امتیں جو کہ باغی تھیں وہ ایسی تھیں جو ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کیا یعنی ان کے چروں کو بگاڑ ڈالا اور انہیں بعض جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تو یہ جانور اب ہمیں باقاعدہ انکی

بجڑی ہوئی شکلوں والی قوموں کی یاد دلاتے ہیں اللہ تعالیٰ جب بھی کسی قوم کو سزا دیتا ہے یا اسے مسخ کرتا ہے تو بری اور ذلیل شکل میں تبدیل کرتا ہے۔ کوئی بھی قوم کبوتر، مرغی، بھیر، بھری اور گائے کی شکل پر مسخ نہیں ہوئی۔ تو جن جانوروں کی شکل میں یہ قومیں مسخ ہو چکی ہیں تو یہ ایک نشانی ٹھہری کہ یہ قومیں جن جانوروں کی صورت پر مسخ کی گئیں وہ بھی لعنتی چیزیں ہیں۔ یعنی جعلنا فیہم القردة والخنازیر و عبد الطاغوت یہ چیزیں غیر معزز چیزیں ہیں۔ اس لئے ملعون لوگوں کو ان کی شکل میں بدل دیا۔ خنزیر تمام اقوام کے لئے حرام تھا۔ لیکن اہل کتاب نے اس میں تحریف کر ڈالی اور یہ کہا کہ خنزیر حلال ہے تو اب خنزیر نے کیا جرم و گناہ کیا ہے اس لئے کہ یہ ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی لیکن حضرت عیسیٰؑ جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو جگہ جگہ یہ فرمایا ہے کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر تو صلیب کا توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا اس بات کا اظہار ہے کہ میرے امتی غلط راستے پر گمراہی پر چل پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ خدا نہ تھے اور عیسائیوں نے جھوٹ بولا ہے حضرت عیسیٰؑ نہ تو خدا تھے اور نہ آپ کو چھانسی دی گئی ہے بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور آپ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو ان لوگوں نے اپنے مذہب کا جو شعار بنایا تھا یعنی صلیب تو وہ توڑ دیں گے اس سے ان کی تذلیل مراد ہوگی۔ اور خنزیر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھی مگر اسے قتل کیا گیا اور اعلان فرمایا کہ تم لوگوں نے دین میں تحریف کی ہے اور کتب سماویہ (آسمانی کتابوں) میں کسی بھی جگہ خنزیر کی خوراک کا حکم نہ تھا اس سے بھی ان کی تغلیط و تذلیل مقصود ہوگی کہ تم نے غلط کام کیا تو بعض اشیاء ایسی ہیں جن کو کوئی بھی نہیں کھاتا تھا تو ان کی حرمت کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی جیسا کہ سانپ اور بچھو کہ جن کو کھانے کی عادت لوگوں میں نہ تھی اسی طرح بعض چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہیں ان میں اخلاقی نقصانات ہیں ان کے اخلاق انتہائی فحش اور برے ہیں تو اگر انکو آپ نے کھایا تو ان کے برے اخلاق بھی آپ میں سرایت کر جائیں گے۔ مثلاً خنزیر جس میں ایسی بد خوئی ہے جو کسی بے غیرت سے بے غیرت جانور اور دیگر مخلوق میں نہیں ہے۔

حرام کھانے سے اخلاق پر اثر:

ایک آدمی کی بیوی ہے اسے کوئی بھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا مرد تو مرد ہے بلکہ تمام حیوانات میں یہ اصول ہے کہ نر اور مادہ جب آپس میں مل جائیں اب جبکہ ایک مادہ نر کے ساتھ مل گئی تو وہ مادہ اس کے بعد کسی دوسرے حیوان کو اپنے قریب بالکل نہیں چھوڑے گی یہ تو انسان ہیں کہ سب سے زیادہ خراب ہیں کہ شہوتوں میں ڈوب گئے ہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ مادہ جانور ایک وقت میں دوسرے نر کے ساتھ بالکل اتصال نہیں کرتا مگر خنزیر ایسا ہے کہ بہت سارے خنزیر بیک وقت ایک ہی خنزیر مادہ پر چڑھتے ہیں تو اشتراک فی الوطی کسی دوسرے حیوان میں نہیں بغیر خنزیر کے۔ اتنے فحش اور نجس اخلاق ہیں۔ شریعت کی روکتی ہے کہ اس کی

خوراک کے باعث کہیں یہ اخلاق انسان میں سرایت نہ کر جائیں تو جب یہودیوں اور عیسائیوں نے خنزیر کو کھانا شروع کیا تو وہ اخلاق ان میں بھی داخل ہو گئے۔ لتتبعن سنن من قبلکم ففدوا النعل بالنعل ولودخلوا حجر ضب لا لتبعتموه (الحديث) رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ تم بھی ان لوگوں کی عادتیں لو گے۔ یہاں تک کہ سڑک کے کنارے اگر وہ زنا کریں گے تو تم بھی اس جیسے کام شروع کر لو گے۔ اگر وہ گوہ سے سوراخ میں گھسنے لگیں تو تم بھی ان کی پیروی میں ایسا کرنے لگ جاؤ گے۔ یعنی ان کی تہذیب تم اپنالو گے اسی طرح یہ بندر جو ہے قرودہ یہ بھی بڑی گندی چیز ہے یہ عمل سوائے بندر کے کسی دیگر حیوانات میں بالکل نہیں ہے کہ نر کے ساتھ بد فعلی کا ارتکاب کرے ہم جنسیت اسی طرح گدھا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کا ایک مجسمہ ہے کہ لوگ اذان آدمی کو گدھا کہتے ہیں۔ تو اب گدھے کو کیوں حرام ٹھہرایا گیا اس میں بہت سی اچھی باتیں بھی ہیں لیکن ایک بات یہ ہے کہ وہ جاہل ہے احمق ہے۔ شیطانی مخلوق کے ساتھ زیادہ موانست ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب گدھا شیطان دیکھ لیتا ہے تو یہ آوازیں نکالنا شروع کر دیتا ہے وينهق الشيطان گویا شیطان اسے القاء کرتا ہے اسے وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم ڈپٹو ڈپٹو کرو (ان انكر الا صوات لصوت الحمير) اس طرح کے حیوانوں میں اخلاقی قبايح اور برائیوں کے باعث ان کی حرمت ضروری تھی۔

درندگی اور سبعیت بھی وجہ حرمت ہے :

اسی طرح تمام درندوں کا حکم ہے۔ یہ تمام درندے حرام ہیں درندہ کس حیوان کو کہا جاتا ہے کس حیوان کو سبع کہا جاتا ہے سبعیت درندگی کو کہتے ہیں ظلم و زیادتی کے ساتھ دوسرے زندہ حیوان کو پکڑنا اسے چیرنا پھاڑنا اور پھر اسے کھانا اور سباز پرندوں حیوانات دونوں میں ہے۔ تو سبع کس کو کہا جاتا ہے؟ کہ جس میں وہ فطری خباثت ظلم کی موجود ہوں اور کمزور مخلوق پر جھپٹنا اور اسے مار ڈالنا اس کی فطرت ہو صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ السبع کل مختطف طبعاً اختطاف جھپٹنے کو کہا جاتا ہے۔ تو ایسے جانور طبعاً حملہ آور ہوتے ہیں اچانک انیاب یا مقلب کے ساتھ حملہ کرتے ہیں۔

بعض درندے پنچوں (غالب) کے ساتھ حملہ کرتے ہیں جیسے شیر وغیرہ۔ اسی طرح کوا ہے باز ہے یہ آگ قتل ہے اس کے ذریعے۔ تا ہے اور ختم کرتا ہے اور بعض جانوروں کو ایسے چونچ دیئے گئے ہیں کہ جو چھریوں کا کام کرتے ہیں اسی طرح بعض درندے انیاب کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کو انیاب نہیں دیئے ہیں

حفاظت کے آلات خلقی ہیں :

اگرچہ اپنی جان اور جسم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض چیزیں بخشی ہے جیسے سینک وغیرہ

مگر انیاب نہیں دیئے اس وجہ سے بعض تحقیقین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جانور کو دو چیزیں نہیں دی ہیں کہ انیاب بھی ہوں اور سینگ بھی ہوں۔

انسان کی بربریت :

ایک تو تعلیم اور تعلم کے ذریعے آپ ایک مرغی کو بھی بد مست کر سکتے ہیں جیسا کہ مرغیوں پر جنگیں کرائی جاتی ہیں اور مقابلے کئے جاتے ہیں وہ ایک دوسرے کو مفلوج اور اپانج بناتے ہیں یہ تو انسان ایک بڑا ظالم ہے اس نے ان کو جنگوں کا عادی بنایا بھیڑوں کی جنگیں بھی ہوتی ہیں بیلوں کی جنگیں بھی ہوتی ہیں ان میں یہ ظلم انسان نے ڈالا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرنا ایسا نہیں بنایا ہے۔ تو اب جن حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے سباع پیدا فرمایا ہے۔ وہ سب کے سب حرام ہیں کس لئے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم درندہ مت بنو۔ ظلم مت کرو۔ آدمی کا قتل نہ کرو۔ اور اسے کھاؤ بھی مت۔ چاقو سے اسے نہ مارو تو اگر ان درندہ حیوانوں کو تم کھاؤ گے تو یہ عادات تمہارا اندر بھی پیدا ہو جائیں گی جیسا کہ چھٹی اور مینڈک جو ہے تو یہ بھی محظف ہیں۔ اور زہریلی چیزیں کھاتے ہیں یہ تو یہ بھی زہر لینے لگتے ہیں۔ اور زہر سے بھر جاتے ہیں تو ان کے حرام ٹھہرانے کا فلسفہ یہ ہے کہ ان حیوانات کی بری عادتیں انسان میں نہ آجائیں اگر انسان اسے کھائے تو یہ بھی محظف بن جاتا ہے بعض لوگ جنگلوں میں شیروں کے ساتھ رہتے ہیں تو وہ بھی اس طرح سنگدل ہو وحشی بن جاتے ہیں۔ بہر حال ایک وجہ یہ بھی ہے اور دوسری علت یہ ہے کہ ان کی جبلت موذی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی جبلت میں ایذا رکھی ہے۔

ایذا رسانی کی وجہ حرمت :

بعض چیزیں فطرنا موذی ہیں انسان کیلئے جیسا کہ سانپ اور بچھوان میں فطرنا ایذا رسانی موجود ہے۔ یہ انسان کے دشمن ہیں تو اسلام نے ہمیں حکم دیا کہ اقتلوا الموزی قبل الایذا کہ اگر تم نے ان کو مہلت دی کہیں تجھے ایذا بھی نہ دے تو پھر ان کو مار ڈال اور فویسقہ چوہے کو کہتے ہیں تو اب چوہے کی خباثت کو دیکھئے کہ اس کا کھانا پینا سب کچھ موجود ہے لیکن پھر بھی آپ کی کتاب کو پھڑتا ہے کپڑا خراب کرتا ہے صندوق خراب کرتا ہے فان الفویسقہ تضرم علی الناس بیوتہم۔ اس لئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم جب رات کو سوتے ہو تو دیا بجھاؤ۔ اس لئے کہ یہ فوریہ تم کو جلانے کا بیتی چراغ سے کھینچ لے گا گویا ان چیزوں کی فطرت میں ایذا ہے تو اسلام نے حکم دیا کہ انسان موذی اشیاء سے جان چائے۔

نجاست و حقارت بھی وجہ حرمت :

دوسری ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حقیر چیز بنائی ہے۔ تذلیل اور حقارت کے مظہر ہیں۔ وہ معزز چیزیں نہیں ہیں اس لئے کہ انہیں کھانا میں چلتی بھی نہیں دیتے ہیں اور ان میں سارے حشرات الارض اور

کیزے، مکوڑے ہیں، پھھر، چپوئی وغیرہ تو ان چیزوں میں سبعت اور درندگی تو نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تحقیر کی ہے ان چیزوں کی تو فرمایا ہے کہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ایک قسم جانوروں کی ایسی ہے جو ہر وقت نجاستوں کو کھاتی ہے کہ ان کے جسوں سے بھی بدبو آتی ہے آدمی ان کے نزدیک نہیں بیٹھ سکتا جیسا کہ گدھا ہے اس کا شیطان کے ساتھ بہت بڑی موانست ہے۔ خوراک میں جب پلیدیاں ہوئی تو وہ اگر بذات خود پاک بھی ہوں تو بھی حرام بن جاتی ہیں اس طرح بہت ساری دیگر چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حرمت میں لاتعداد حکمتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والخیل والبغال والحمیر الخ تو ان کی تخلیق سواری کے لئے ہے اور زینت کیلئے۔ یہ تو ظاہری خوبی ہے بہت ساری معنوی خوبیاں بھی ہیں۔ ان کو کھانے پینے سے ان کا مقصد تخلیق کو نقصان ہو گا۔

لال بہ لغیر اللہ بھی وجہ حرمت :

اسی طرح کوئی حلال چیز بھی ہو مگر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے جیسا وما اھلبہ لغیر اللہ اسلئے قرآن فرماتا ہے کہ شرک کی جڑیں ختم کر دی جائیں تو اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہے وہ کٹائی ہے تو ان کا ذبح حلال ہے اور اہل کتاب کا ذبح اسلئے حلال ہے کہ وہ اپنے آپ کو موحد کہتا ہے تو شرک کا قطع کرنا مقصود ہے اب اگر کسی نے حضرت چربا اور کا کا صاحب اور کسی فلاں فلاں کے نام پر جانور کو ذبح کیا تو اس آدمی نے شرک کیا تو دینے اور بحری کا اس میں گناہ کیا ہے؟ تو بات یہ ہے کہ قبیح فعل کا اثر مفعول پر بھی ہوتا ہے تو ذبح جو شرک کا ہے اسلئے دونوں یعنی جسے ذبح کیا گیا ہے انہیں بھی نجاست داخل ہوئی وہ ملعون چیز ہے قباح ذبح سے مذبح میں بھی آئی۔ اسلئے کہ غیر اللہ کا نام لیا گیا خیرات اور زکوٰۃ ایک آدمی دیتا ہے تو زکوٰۃ تزکیہ ہے مال کا میل سے توجہ میل نکل جاتا ہے تو پڑپاک ہو جاتا ہے اور اگر آپ نے برتن کو نہیں دھویا ہو بلکہ برتن میں یہ کپڑے دھوئے ہیں وہ میل سے بھر اہوا ہو تو اس میں کپڑے پاک نہیں ہو گئے بلکہ اور بھی میل ہو جائیں گے اسلئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں انما ہی اوساخ الناس تو زکوٰۃ دینا اگرچہ نیکی کا کام ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ اور اہل بیت پر حرام فرمایا ہے اسلئے کہ یہ میل کچیل ہے اور میل کچیل کا ہضم کرنا بہت مشکل ہے اسلئے تو ہمارے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ طلبہ کرام کو تاکید سے فرماتے تھے کہ یہ اوساخ الناس ہیں اسلئے کہ حضور کریم ﷺ نے اپنے آپ اور اپنے اہل بیت پر اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور مولوی اور طالب غریب کی خوراک بس یہی ہے تو وہ فرماتے تھے کہ طالب علم تب ان کا نقصانات سے بچ سکے گا جب وہ تحصیل علم میں بہت زیادہ محنت کرے گا۔ تب اسے ہضم ہو گا۔

شاہ ولی اللہ کی دروازہ نشینی :

شاہ ولی اللہ نے حلال و حرام کا بیان کیا ہے © rasailojaraid.com

عظیم ذخیرہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ فائز لا یفرق بین الحلال والحرام فی بادی الرأی الا بتصریح ذکر اللہ تعالیٰ ہمیں کیا معلوم کہ یہ شخص یہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لئے کر رہا ہے یا حضرت پیر بابا اور کاکا صاحب کیلئے کر یا کہ بت کیلئے کر رہا ہے تو اس کا اظہار ضروری ہوا۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ کا نام اس پر لیا گیا تو معلوم ہوا کہ مذبح حلال ہوا اور جب اللہ کا نام نہ لیا تو بات مشکوک ہوئی۔

ذبح پر اللہ کا نام لینے کی حکمتیں :

اس لئے ہمارے نزدیک یہ واجب ہے۔ فرق متحقق کرنا ضروری ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : لیذکرو اسم اللہ علی مارزقہم من بھیمۃ الانعام (الایۃ) دوسری صحت اللہ تعالیٰ کے نام گرامی کے لینے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ یہ حیوانات ہمارے لئے مسخر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ نے نام کے اظہار سے عملاً اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا ہو جائے گا جیسا کہ اونٹ ہے 'بیل ہے' انہیں کون قابو کر سکتا ہے تو مضبوط سے مضبوط حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مسخر فرمائے ہیں۔ تسخیر، تسلط اور قبضہ یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان جیسی کمزور مخلوق کو دی ہے۔ جیسا کہ اونٹ ہو 'ہاتھی وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے انسان کے قبضے میں کر دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب تیرے قبضے میں ان کو لایا تو انسان پر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری لازمی ہوئی۔

گویا یہ حمد و تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی اور حمد کہا جاتا ہے اعتراف کو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر یہ اور ان کا اعتراف قلبی ہو یا قولی ہو یا قلبی ہو گا عملاً ہو گا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب قربانی فرما رہے تھے تو اعتراف عملاً فرما رہے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ ہم آپ کے لئے کر رہے ہیں ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ بذلك امرت وانا اول المسلمین (الایۃ) تو حقیقت ابراہیمی تمام تر اعتراف اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور قربانی کا مقصد بھی یہ ہے کہ تم یہ اعلان کرو کہ میں نے اے اللہ تعالیٰ ہر چیز تجھے سپرد کر دی ہے۔

ذبح میں جسم کے ساتھ روح کی بھی قربانی :

ذبح کا معنی کہ انفصال روح ہے مذبح کا یعنی اذحاب الروح و انفصال الروح تو گویا تم اس بات کا اظہار کر رہے ہو کہ اے اللہ تعالیٰ میں یہ انفصال روح تیری رضا کے لئے کر رہا ہوں تو جسم یہاں رہ گیا اور روح چلی گئی۔ عالم ارواح کو ارواح تمام عالم ارواح میں جمع ہوتی ہیں تو تم نے قربانی میں اللہ اکبر کہہ دیا تو تم نے اپنی طرف سے اعلان کیا کہ میں نے صرف اجسام کی قربانی نہیں کی بلکہ ارواح کی بھی قربانی کر ڈالی۔ تو نام لینے کا فائدہ یہ نکلا

عالم ارواح و عالم اجسام

ایک باریک بات © rasailojaraid.com یہ فرماتے ہیں کہ عالم مجرد جو ہے

امور متجردہ جو ہیں۔

عالم کی تقسیم:

عالم ارواح یہ تمام امور متجردہ ہیں ایک عالم اجسام ہے اور ایک عالم ارواح ہے تو روح قل الروح من امر ربی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ ہر روح کتا ہے کہ میں بھی مجرد ہو گیا۔ مجھ میں الوہیت جیسی شے آئی یا الوہیت کے ساتھ مشابہ ہوا ہر روح چاہتی ہوگی کہ میری ہمدگی ہو جائے گو یا روح میں ایسی عادت آئی تو اب جو ذبح کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ روح یہ کہتی ہے کہ یہ قربانی تیرے لئے ہے وہ خوش ہوتی ہے غلط طریقے پر یا جائز طریقے پر یا تشبیہ آجائے تو یہ شرک امور مجردہ میں ہے اور اگر معبودیت کا تصور بھی کچھ ہو تو پھر ذبح اور مذبح کی روح مشرک ہوئی تو بسم اللہ اللہ اکبر اس لئے کہہ دیا کہ اے روح تو خوش نہ ہو یہ قربانی میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے کر لی ہے تو عالم ارواح میں ہو کسی بھی جگہ ہو لیکن تو معبودیت کی قابل نہیں۔ (اتنی تفصیل میں نے پچھلے دیگر سالوں میں نہیں کی ہے) یہ میں نے تمہارے سامنے پہلی دفعہ کر دی ہے تو اسے بھی غیر ضروری مت سمجھیں۔

مردار جانور کا حکم:

ضروری باتیں تو پوری ہوئیں لیکن کچھ ابھی باقی ہیں۔ اصولی طور پر حلال اور حرام میں یہ ہے جانور اگرچہ حلال بھی ہے لیکن جب اپنی موت مر تو مردار ہوا یعنی ایک جانور جو اپنی موت مرے یا کسی حادثے کی وجہ سے مر جائے تو اگر ذبح نہ ہو جائے تو اسے بھی ہم حرام کہیں گے۔ اس کی حرمت بھی بالاتفاق ہے جو مہذب اقوام ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ جو جانور اپنی طبعی موت مرے تو وہ زہر یلا ہو جاتا ہے اور زہر نے اسکین سرایت کی اور زہر سے تو ہر کوئی اپنے آپ کو بچاتا ہے پھر اس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ایک مقصد کے لئے یہ حلال ہوا ہے جیسا کہ کھانے پینے کے لئے لوگ اس کو ذبح کرتے ہیں تو جو اپنی موت مر جائے تو وہ خوراک کے لئے ذبح نہیں کی گئی جیسا کہ موقوۃ نطیحة اور اس طرح بہت ساری اصطلاحات قرآن میں ذکر کی گئی ہیں۔ تو گویا خوراک کے لئے ذبح نہیں لیا گیا تو یہ بھی حرام ہوا۔ اسلام کتا ہے کہ اس جانور کی موت ایک خاص طریقے پر آئے تب حلال ہے اور وہ خاص طریقہ ہوگا۔

نحر و ذبح کا طریقہ و حکم:

ذبح اور نحر دو صورتیں ہیں فصل للربک وانحر اور ذبح کی تفصیلات بھی قرآن کریم میں موجود ہیں تو سنت ابراہیمی علیہ السلام جو رواں دواں ہے تو اس میں بھی یہ حکم ہے کہ ہر حیوان جسے تو ذبح کرنے سے مارتا ہے یا نحر سے وہ حلال ہے ورنہ نہیں بعض قوموں میں بہت سے غلط طریقے رائج اور مستعمل ہیں۔

پارسیوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ اس کا سینہ پھاڑ کر اس کا دل نکالتے تھے اور اسے زور دے دے کر دباتے تھے اس طرح اسے ہلاک کرتے تھے اسلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے بعض قومیں ایسی ہیں کہ صرف پیٹ چاک کرتے ہیں تو ان طریقوں سے وہ حلال نہیں ہو تانہ ذبح ہو تا ہے ۔

اسلام میں حیوانات کے حقوق کا تحفظ مذہب کو راحت :

اسلام میں یہ طریقہ ہے کہ مذہب کو اس میں راحت بھی ہو۔ اسلام نے حیوانات کے حقوق کا بھی تحفظ کیا ہے رسول اللہ ﷺ جو کہ رحمۃ اللعالمین بھی ہیں تو اس کا معنی کہ وہ تمام عالمین اور مخلوقات کے لئے رحمت ہیں تو حیوانات کے ذبح کرنے کے طریقے بھی اسلام نے بیان فرمائے ہیں بہت باریک باریک چیزیں ہیں جیسے کہ چھری خوب تیز کریں ایک حیوان کو دوسرے حیوانات کے سامنے ذبح نہ کریں اور اس طرح تیز چیز کے ساتھ ذبح کریں کہ اسکی تکلیف کم ہو جائے اور جلدی سے اس سے روح نکل جائے۔ اسے نشانہ بازی کے لئے (مجسمہ) استعمال نہ کریں اتنی حد تک کہ بے مقصد اس پر سواری بھی نہ کریں اور منبر اور سٹیج بھی اس سے نہ بنائیں اور رگوں کے صحیح طور پر کاٹنے کا حکم ہے۔ اسلام نے کہا ایک تو اس طریقے سے روح جلدی نکلتی ہے دم مسفوح کا حکم :

دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس میں دم مسفوح ہوتا ہے اور دم مسفوح ناپاک ہے۔ اس پر بھی ساری قوموں کا اتفاق ہے کہ خون نجاستوں میں سے ہے۔ اور خون کے کھانے پینے سے بڑی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو اگر ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو لیکن اگر اس کے کپڑے خون سے آلودہ ہو جائیں تو فوراً اسے دھو ڈالتا ہے۔ تطہیر اللحم اسلام ذبح کے ساتھ کرتا ہے۔ سارے گوشت سے وہ دم مسفوح نکل جاتا ہے اور اگر حلال نہ ہوا یا ناقص طریقے سے ذبح کیا گیا تو خون تو باقی رہ جائے گا اور جب خون باقی رہ جائے یہ توبت تسلیم شدہ باتوں میں سے ہے کہ خون بڑی ناقص اور گندی چیز ہے آج کل تو بہت زیادہ گندی چیزیں آتی ہیں

فارسی مرغی کا حکم :

جیسا کہ یہ فارسی مرغیاں کہ ان کی اکثر خوراک یہ خون ہے۔ تو ان کا ذائقہ بھی نہیں ہوتا۔ بالکل مزہ نہیں دیتیں یہ دوسری بات ہے کہ اس خون کی حیثیت ماہیت تبدیل شدہ ہے لیکن طبیعت اسے نہیں مانتی کیونکہ یہ تمام گندی چیزیں جمع کرتے ہیں جیسا کہ خون ہڈی وغیرہ تو خون بذات خود انتہائی ضرر کی چیز ہے تو اسلام کہتا ہے کہ گلا گھونٹنے سے یا پیٹ چاک کرنے سے تطہیر اللحم نہیں ہو تا رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ناقص ذبح شریطہ الشیاطین ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ وہ شیطان کا چال (دام) ہے۔ تو پہلے سے ذبح کی تفصیلات بتلا دیں کہ ذبح نہ دیا تو وہ حرام بن جاتا ہے۔ اس بڑے سے خرچہ وہ تکلیف میں دینی چاہیے تو اونٹ کا ذبح کرنا اتنا آسان

نہیں تو وہ کھڑے کھڑے ذبح کیا جاتا ہے۔

یہ کچھ مختصر سطحی تفصیل تھی ذبح کی 'شارع' نے طریقہ بتلاتے کچھ قاعدے اور اصول ہیں اور اسلام نے جو طریقے متعین فرمائے ہیں وہ کسی دوسرے میں مذہب میں نہیں ہیں۔

بیرون ملک کھانوں میں حزم و احتیاط کی ضرورت

مثلاً خنزیر کا گوشت ہے دیکھنے میں بڑا اعلیٰ معلوم ہوتا ہے۔ مرغ کے گوشت سے بھی اچھا اور بڑھیا لگتا ہے۔ ہم نے کولمبو میں ایک اسلامی کانفرنس میں شرکت کی ایک بڑے عالم اور مفتی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں تو پاک پلیدی کی تمیز نہیں ہوتی ہر قسم کے کھانے موجود ہوتے ہیں۔ پاک اور پلیدی کو دلائل سے آپ نہیں سمجھا سکتے وہ لوگ آپ کو پاگل سمجھیں گے تو ہم ہر چیز کو غور کیا ساتھ دیکھتے تھے تاکہ حرام سے بچ جائیں بعض کھانوں کے ساتھ نام لکھے ہوتے ہیں اسلئے خوب چھان بین کرتے۔ تو اس عالم نے مجھ سے کہا کہ میں اتنا کچھ نہیں جانتا صرف یہ سفید قسم کا گوشت جو ہے یہی کھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو اب تک خنزیر کھاتے رہے وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا۔ تو بڑے سے بڑا عالم جس کو معلوم نہ ہو تو اسے کھائے گا اگرچہ عند اللہ لاعلمی کا عذر مقبول ہے۔

چین کے بازاروں میں بھی یہ سب گندی اور حرام چیزیں بکتی ہیں جس طرح ہمارے ہاں بازاروں میں مرنے اور بٹیر اور بحریاں وغیرہ بکتی ہیں اس طرح ان کے بازاروں میں سانپ اور اڑدھسے بچے ہوئے دیکھے۔ بلکہ سانپوں کی الگ مارکیٹ ہوتی ہے وہاں جا کر اپنی پسند کا اڑدھا خریدتے ہیں۔ جس طرح ہم ایک مرغی پسند کر کے خریدتے ہیں۔ سانپ کو مچھلی کی طرح صاف کر کے اس کی بوئیاں ہٹائی جاتی ہیں یہ اس لئے کہ ان کے مذہب میں حلال و حرام کو سمجھنے کا کوئی تصور اور فلسفہ نہیں نہ کوئی ایسی تشریح ہے کہ حلال و حرام متعین ہو جائے۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ الخلال بین والحرام بین وما بینہما مشتبہات اور فرمایا 'یحرم علیہم الخبائث انبیاء کرام اسی لئے تشریف لاتے ہیں کہ گندی اور پلیدی اشیاء کی حرمت بیان کر دیں۔

کھانے میں بے اعتدالی کے نقصانات :

اسلام نے یہ بھی بتا دیا کہ مقصد حیات صرف کھانا پینا نہیں یہ تو بقا زندگی کا ایک ذریعہ ہے اسلام اس میں اعتدال کی تلقین کرتا ہے کہ کم کھاؤ اگر زیادہ کھایا تو صحت تباہ ہو جائے گی اور ہزاروں قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی آج تمام امراض کا علاج ڈاکٹر حضرات اولاً قلت طعام (ڈائٹنگ) سے کرتے ہیں کہ کم کھاؤ۔ روغن کا استعمال کم کر دو۔ گویا تقلیل طعام تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ بلڈ پریشر ہو شوگر ہو یا دل کی بیماریاں ہوں سب خوراک کی بے اعتدالی کی وجہ سے ہیں لوگ صرف کھاتے پیتے ہیں بڑی بڑی توندیں ہیں گردنیں موٹی ہو گئیں ہم نے مقصد حیات صرف کھانے پینے کو سمجھ رکھا ہے۔ نئی نئی دواؤں کا یہی رویہ ہے۔ حضور کے فرمانے میں

غالباً روم کے کچھ اطباء اور حماد مدینہ آئے کہ صحابہ کا علاج معالج کرتے رہیں ایک (delegation) ڈیلی گیشن تھا اس نے کافی دن گزارے مگر کوئی خاص بیماری نہ دیکھی اس کا تجزیہ کیا غور کیا تو دیکھا کہ یہ تو سب ٹھیک ٹھاک ہیں کسی قسم کی خاص بیماری ان کو نہیں لگتی تو وجہ معلوم ہوئی کہ یہاں لوگ کھانا کم کھاتے ہیں صحابہ کرام کم خور اک استعمال کرتے تھے بھن اور تنگی اور سختیوں کے بھی تھے خاص کر جب جہلو کے لئے نکلتے تھے خشک کھجوروں اور پانی سے گزارا کرتے۔

حضور اور صحابہ کرام کے سادہ کھانے :

خود حضور کے گھر میں کئی کئی مہینے ہانڈی نہیں پکتی تھی آگ نہیں جلتی تھی۔ الا لہم والتمز پانی اور کھجور سے بسر اوقات کر لیتے تھے۔ تو صحابہ کرامؓ مٹھی بھر جو اور کھجور کھاتے اور مشقت کا کام زیادہ کرتے تھے۔ تو وہ اطباء واپس چلے گئے کہ ان کو تو ان کے نبیؐ نے تعلیم ہی ایسی دی ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے جس کی وجہ سے بیماری ان کے قریب نہیں آتی۔ المؤمن یا کل فی معاد واحدو الکافریا کل فی سبع امعاء۔ مومن ایک آنت کے برابر کھاتا ہے اور کافر سات آنتیں بھر تا ہے۔

پیٹ کی حکمرانی :

آج لوگ لاکھوں کروڑوں روپے جمع کر رہے ہیں اسی پیٹ کی خاطر کہ کہیں فاقوں سے نہ مر جائیں۔ ایک عالم نے فرمایا کہ پوری کائنات کو ایک بالشت پیٹ نے لپیٹ رکھا ہے۔ جتنے غلط کام بنے ہیں اسی پیٹ کی خاطر ہیں۔ حالانکہ فرمایا: وما خلقت الجن والانس الا لیبعدون ما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتین۔ (الایہ)

ترجمہ : اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کیا کریں میں ان سے رزق رسائی کی درخواست نہیں کرتا کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے اور نہایت ہی قوت والا ہے۔

وکلین من دابة فی الارض الا تحمل رزقها الله یرزقها وایاکم وهو السميع العليم۔ (الایہ)

اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی گنجائش نہیں :

یہ تمام حیوانات نہ کارخانے بناتے ہیں نہ بنک مجلس بلکہ ان سب کو اللہ رزق دے رہے ہیں تو رزق ثانوی مسئلہ ہے اولاً عظیم مقصد اس کی عبادت ہے اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی نفی ہے کافر تو یا کلون کھاتا کل الانعام۔ حیوانات کی طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح حیوانات کا کام کھانا پینا اور گوہر کرنا ہے بالکل اسی طرح کفار کی حالت ہے 'ویتمتعون اور چند دن کے لئے دیناوی نفع سے لطف اندوز ہونا ہے۔

متکبرانہ انداز سے کھانے پینے کی مذمت
© rasailojaraid.com

اس طرح حضورؐ نے کھانے کے طور طریقے بھی بتلا دیئے کہ تکبر کے انداز میں کھانے سے پرہیز کرو تکبر کے طریقے سے کھانا پینا ترک کر دو مثلاً لیٹ کر کھانا یا گاؤں تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھانا غرض ہر وہ طریقہ جس کے اندر تکبر ہو اس کی نفی فرمادی۔ اور ان صورتوں سے بھی منع کر دیا جن کی وجہ سے پیٹ میں کھانا زیادہ چلا جائے کھاتے وقت بیٹھنے کی مسنون شکلیں ہیں کوئی ایسی شکل اختیار نہ کرے کہ خوراک زیادہ اندر چلی جائے مثلاً آلتی پالتی مار کر (چماڑا زانو) بیٹھنا خوراک سے پلٹ بھر کر شملتے ہوئے کھانا جیسے کہ آج کل ہوتا ہے یہ بے ادبی اور تکبر کا انداز ہے نیز کھڑے ہو کر کھانے میں آنتیں بالکل کھلی رہتی ہیں تو خوراک زیادہ اندر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

کھانے میں تواضع اور انکسار :

تو اسلام ہماری صحتوں کا بھی خیال رکھتا ہے دنیوی اور اخروی فوائد کا لحاظ رکھتا ہے بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی پینے کی بھی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ انما انا عبد اکل کما یاکل العبد رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو ایک بندہ ہوں جس طرح ایک غلام کھانا کھاتا ہے اس طرح کھاؤں گا۔ غلام اور نوکر خود کو عاجز سمجھتا ہے۔ مالک کے ساتھ نہیں بیٹھتا آقا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے اس پر بہت شکر گزار ہوتا ہے ایسی کیفیت اس پر طاری ہوتی ہے کہ پتہ چلتا ہے کہ مالک کا بڑا احسان مند ہے۔ سارے طریقے شکر گزاری کے اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔

مالک سائل کو جو کچھ ملتا ہے کاسہ گدائی میں ڈال کر بوی احسان مندی سے کھا کر دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوتا ہے تو حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے غلام ہیں اس کی نعمت کو اس طرح استعمال کریں گے جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نعمت کو کام میں لاتا ہے۔ ہر ذرہ پر شکر گزار رہیں گے۔

کھانے کی ابتدا و اختتام کی دعا :

کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھیں گے ان اللہ لیرضی عن العبد یا کل الاکلۃ کل او یشرب الشرۃ فیحمد للہ علیہا۔ اللہ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ جو کھایا یا اس پر اسکی حمد بیان کی جائے۔ کھانے کے بعد بھی شکر یہ ادا کیا جائے آخر میں پھر دعا پڑھے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔

کفرانِ نعمت کے طریقے ممنوع ہیں :

اور کیفیت بھی کھاتے وقت عاجزی کی ہو۔ حضورؐ فرماتے ہیں اما انا فلا اکل متکئا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ اگرچہ حرام نہیں لیکن رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ میں اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا تو آپ کے صحابہ اور پیروکاروں کے لئے یہی کافی ہے۔

جرات کرے گا تو عام طریقوں سے تکبر، تجتر، کفرانِ نعمت کی نفی فرمادی اگر کھانا گر گیا اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو۔ کھانے کو گندی جگہ نہیں ڈالنا کیونکہ یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ اگر آپ کسی مہمان کے سامنے مرغ وغیرہ رکھ دیں وہ کچھ کھائے اور کچھ دور پھینک دے تو آپ کیا محسوس کریں گے۔ کیا اس مہمان کے اس رویہ کو کوئی پسند کرے گا ہرگز نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی کو انعامات سے نوازے اور وہ ان انعامات کی ناشکری کرے تو اس پر بہت ناراض ہوتے ہیں۔ عاجزی اور بندگی کے اظہار پر خوش ہوتے ہیں حضورؐ سے جب نوالہ گرتا تو اس کو اٹھا لیتے تھے اگر اس پر کوئی گندگی وغیرہ لگی ہوتی تو صاف کر کے اللہ کے شکر یہ کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

بہر حال امام ترمذی کے ان ابواب میں ان فطری امور میں بھی تعین مقدار اور اعتدال بتلانا چاہا ہے کہ افراط و تفریط سے پرہیز رکھو بالکل بھوکا بھی نہیں رہنا چاہیے بالکل نہ کھائے خود کشی کرے تو حرام ہے۔

عبادت میں اعتدال :

حضورؐ کے پاس ایک عورت آئی حضرت عائشہؓ نے اسکی بڑی تعریف فرمائی کہ روزے رکھتی ہیں ساری رات عبادت کرتی ہیں بڑے مجاہدے کرتی ہے تو حضورؐ نے فرمایا میں تو کھاتا بھی ہوں پیتا بھی ہوں اور رات کو نیند اور آرام بھی کرتا ہوں۔ فائدہ کشی تو خود کشی ہے۔ ولعینک علیک حق ولنفسک علیک حق یعنی تجھ پر تیری آنکھ اور تیرے نفس کا حق ہے۔ اگر ایک طالب علم مسلسل مطالعہ کرتا رہے تو استاد اور مصلح اس کو سمجھائے گا بدن کا بھی حق ہے۔ آرام اور نیند بھی کرو۔ تو حضورؐ نے اس عورت کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ جس نے جان جو کھوں میں ڈال رکھی تھی وہی کام کرو جو کر سکو۔ فائدہ کشی تفریط ہے۔ اللہ کی نعمتوں سے ایک دائرہ کے اندر مستفید ہوتے رہو۔ قتل اسی لئے حرام ہے۔

صوم وصال کی ممانعت :

اسلام میں صوم وصال سے منع کیا گیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ روزہ بھی ہو تو رات کو خالی پیٹ نہیں سونا چاہیے بلکہ کچھ کھا کر سویا جائے۔ خالی پیٹ سونے سے صحت کو نقصان پہنچے گا تو صوم وصال سے منع فرمایا کہ ربکم مثلی تم میں سے کون میری طرح ہے مجھے تو اللہ کھلاتا پلاتا ہے روحانی طور پر۔ تو اس کے اندر میری اتباع نہ کرو ہر چیز میں بالکل اعتدال ہے۔ تفصیلات انشاء اللہ آگے آئیں گی۔ اطعمہ طعام کی جمع ہے کھانوں کے بارے میں حضورؐ سے جو کچھ منقول ہے حلت ہو یا حرمت یا کراہت فائدہ کی اشیاء ہوں یا نقصان کی سب کا ذکر آئے گا۔ حضورؐ کے قول و فعل اور تقریر سے اس کی وضاحت ہوگی۔ دستر خوان پر کس کو کوئی شئی کھاتے ہوئے دیکھا یا بازار میں خود اس کو استعمال نہیں کیا۔ لیکن منع بھی نہیں کیا تو جائز ہے مثلاً کسی کو کاکولا پیٹے ہوئے دیکھا ہو تا منع نہیں کیا تو یہ آپؐ کے سکوت کی وجہ سے ہے۔